اٰیاتھا ۵۵ | سُوْرَۃُ الْقَمَرِ مَکِّیَّۃٌ ۵۴ | رکوعاتھا ۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ﴿۱﴾ وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ﴿۲﴾ وَكَذَّبُوْا وَاتَّبَعُوْۤا اَهْوَآءَهُمْ وَكُلُّ اَمْرٍ مُّسْتَقِرٌّ ﴿۳﴾

”قیامت قریب آ گئی ہے اور چاند شق ہو گیا۔ اور اگر وہ کوئی نشانی دیکھتے ہیں تو منہ پھیر لیتے ہیں اور کہنے لگتے ہیں یہ بڑا زبردست جادو ہے۔ اور انہوں نے جھٹلایا (رسول خدا کو) اور پیروی کرتے رہے اپنی خواہشات کی اور ہر کام کے لیے ایک انجام ہے“۔

امام نحاس رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سورۂ قمر مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

امام ابن ضریس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ سورۂ اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ (1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن زبیر رحمہ اللہ سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ سورۂ اِقْتَرَبَتِ کے قاری کو تورات میں مبیضہ پکارا جاتا ہے کہ اسے پڑھنے والے کا چہرہ اس دن روشن اور چمک رہا ہوگا جس دن چہرے روشن ہوں گے۔ بیہقی نے کہا: یہ روایت منکر ہے۔ (2)

امام دیلمی رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مرفوع روایت ذکر کی ہے کہ جس کسی نے الم تنزیل یٰسٓ اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ اور تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ (الملک: 1) پڑھیں تو یہ اس کے لیے نور ہوں گی، شیطان اور شرک سے اس کی حفاظت کریں گی اور قیامت کے دن اس کے لیے درجات میں بلندی کا سبب بنیں گی۔ (3)

امام ابن ضریس رحمہ اللہ نے حضرت اسحاق بن عبداللہ بن ابی فروہ رحمہ اللہ سے مرفوع روایت بیان کی ہے کہ جس کسی نے ہر دو راتوں میں سورۂ اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ﴿۱﴾ پڑھی اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے اس طرح اٹھائے گا کہ اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح روشن ہوگا۔

امام ابن ضریس نے لیث عن معن عن شیخ کی سند سے ہمدان سے روایت بیان کی ہے اور ہمدان نے اسے حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک مرفوع بیان کیا ہے کہ جس کسی نے اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ ایک ایک رات کے فاصلہ کے ساتھ پڑھی یہاں تک کہ وہ

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 143، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 490 (2495)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ الفردوس بماثور الخطاب، جلد 5، صفحہ 425 (8626)، دار الباز

marfat.com
Marfat.com

فوت ہو جائے۔ تو وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمک رہا ہوگا۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے اپنے اصحاب کو عشاء کی نماز پڑھائی اور اس میں اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ پڑھی۔ ان کے فارغ ہونے سے پہلے ہی ایک آدمی اٹھا اور اپنی نماز پڑھ کر چلا گیا۔ تو حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے اس کے بارے سخت قول کہا۔ پس وہ آدمی حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور آپ کے پاس آکر اپنا عذر پیش کیا۔ اور عرض کی: میں نخلستان میں کام کرتا ہوں اور مجھے پانی کے بارے خوف تھا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا ۝ (الشمس) اور اس جیسی دیگر سورتیں نماز میں پڑھی جائیں۔

امام عبدالرزاق، امام احمد، عبد بن حمید، مسلم، ابن جریر، ابن منذر، ترمذی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اہل مکہ نے حضور نبی کریم ﷺ سے معجزہ طلب کیا۔ تو چاند مکہ مکرمہ میں دو حصوں میں بٹ گیا۔ تو یہ آیات نازل ہوئیں اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ۝ وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ۝ یہ ختم کر دینے والا جادو ہے۔ (1)

امام بخاری، امام مسلم اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اہل مکہ نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ آپ انہیں کوئی معجزہ اور نشانی دکھائیں، تو آپ ﷺ نے انہیں چاند دو ٹکڑے کر کے دکھا دیا، یہاں تک کہ انہوں نے (جبل) حراء کو ان دونوں کے درمیان دیکھا۔ (2)

امام عبد بن حمید، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے ابو معمر سے اور انہوں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مکہ مکرمہ سے نکلنے سے قبل میں نے مکہ مکرمہ میں چاند کو دیکھا کہ وہ دو حصوں میں تقسیم ہو چکا ہے۔ ایک ٹکڑا جبل ابی قبیس پر ہے اور ایک ٹکڑا سویداء پر۔ تو یہ دیکھ کر مکہ والوں نے کہا: چاند پر جادو چل گیا۔ تو اس وقت یہ آیات نازل ہوئیں اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ۝ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے جیسا کہ تم نے چاند کو تقسیم ہوتا دیکھا۔ تو بے شک جس نے تمہیں قیامت کے قریب ہونے کی خبر دی ہے وہ بالکل حق ہے۔ (3)

امام عبد بن حمید، بخاری، مسلم، ترمذی، ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو معمر رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مقدس میں چاند دو حصوں میں تقسیم ہو گیا۔ ایک حصہ پہاڑ کے اوپر تھا اور ایک حصہ اس سے نیچے کی جانب۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا گواہ ہو جاؤ۔ (4)

امام احمد، عبد بن حمید، ابن جریر، حاکم اور آپ نے کہا ہے یہ روایت صحیح ہے ابن مردویہ اور ابو نعیم رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت اسود رحمہ اللہ کی سند سے حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ میں نے چاند کو پہاڑ پر دیکھا۔ پھر وہ شق ہو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 03-102، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 100
3۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 512، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 100

marfat.com

Marfat.com

گیا۔ تو میں نے پہاڑ کو چاند کے دو ٹکڑوں کے درمیانی فاصلے میں دیکھا۔(1)

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن مردویہ، ابو نعیم اور بیہقی دونوں نے دلائل میں مسروق کی سند سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے زمانہ مقدس میں چاند شق ہوا۔ تو قریش نے کہا: یہ ابن ابی کبشہ کا جادو ہے۔ پھر انہوں نے کہا: جو تمہارے قافلے سفر سے آرہے ہیں ان کا انتظار کرو۔ کیونکہ محمد (ﷺ) تمام لوگوں پر سحر اور جادو کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ پس قافلے آگئے تو انہوں نے ان سے دریافت کیا۔ تو انہوں نے جواباً کہا: ہاں ہم نے چاند کو دو ٹکڑوں میں تقسیم ہوتا دیکھا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں: اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ۝۔(2)

امام بخاری، امام مسلم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مقدس میں چاند شق ہوا۔(3)

امام ابن مردویہ اور ابو نعیم رحمہما اللہ نے دلائل میں حضرت علقمہ رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہم حضور نبی مکرم ﷺ کے ساتھ منیٰ میں تھے۔ تو چاند شق ہو گیا۔ یہاں تک کہ اس کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ پس ایک حصہ پہاڑ کے پیچھے چھپ گیا۔ تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا گواہ رہنا۔(4)

امام مسلم، ترمذی، ابن جریر، ابن منذر، ابن مردویہ، حاکم، بیہقی اور ابو نعیم رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اسی آیت کے بارے یہ قول روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا مقدس زمانہ تھا کہ چاند دو حصوں میں تقسیم ہو گیا۔ ایک حصہ پہاڑ کے قریب تھا اور ایک حصہ پہاڑ کے پیچھے تھا۔ تو حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! گواہ رہنا۔(5)

امام احمد، عبد بن حمید، ترمذی، ابن جریر، حاکم، ابو نعیم اور بیہقی نے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے وَانْشَقَّ الْقَمَرُ کے بارے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مقدس میں چاند شق ہوا اور ہم مکہ مکرمہ میں تھے۔ یہاں تک کہ وہ دو حصوں میں تقسیم ہو گیا۔ ایک حصہ اس پہاڑ پر تھا اور ایک حصہ اس پہاڑ پر تھا۔ تو لوگوں نے کہا: محمد (ﷺ) نے ہم پر جادو کر دیا ہے، تو ایک آدمی نے کہا: اگر اس نے تم پر جادو کیا ہے۔ تو تمام لوگوں پر تو وہ جادو کرنے کی استطاعت اور طاقت نہیں رکھتا۔(6)

امام ابن جریر، ابن مردویہ اور ابو نعیم رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مذکورہ آیات کے بارے میں یہ قول بیان کیا ہے: تحقیق ہجرت سے پہلے یہ ہو چکا ہے کہ چاند شق ہوا اور انہوں نے اس کے دو حصوں کو دیکھا۔(7)

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 100، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً
3۔ صحیح بخاری، جلد 3، صفحہ 276 (4765)، دار الفکر بیروت 4۔ دلائل النبوۃ از ابو نعیم، صفحہ 95، عالم الکتب
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 100
6۔ سنن ترمذی، جلد 5، صفحہ 372 (3289)، دار الکتب العلمیہ بیروت 7۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 102

marfat.com
Marfat.com

کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مقدس میں چاند کو گرہن لگا۔ تو انہوں نے کہا: چاند پر جادو کر دیا گیا۔ تو اس وقت یہ آیات نازل ہوئیں: اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ۝ وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ۝۔(1)

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے حلیہ میں حضرت عطاء اور ضحاک رحمہما اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مذکورہ آیات کے بارے یہ قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مقدس میں مشرکین اکٹھے ہوئے۔ ان میں ولید بن مغیرہ، ابو جہل بن ہشام، عاصی بن وائل، عاصی بن ہشام، اسود بن عبد یغوث، اسود بن مطلب، زمعہ بن اسود اور نضر بن حارث شامل تھے۔ تو انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ سے کہا: اگر آپ (اپنے دعوی نبوت میں) سچے ہیں۔ تو ہمارے لیے چاند کو دو حصوں میں تقسیم کر دیجئے۔ اس طرح کہ ایک نصف جبل ابی قبیس پر ہو اور ایک نصف قعیقعان پر ہو۔ تو آقا دو جہاں ﷺ نے انہیں جواباً ارشاد فرمایا: اگر میں ایسا کردوں تو کیا تم ایمان لے آؤ گے؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ وہ چاند کی چودھویں رات تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے رب کریم کی بارگاہ میں التجا کی کہ وہ آپ کو معجزہ عطا فرمائے جس کا مطالبہ مشرکین مکہ نے کیا ہے۔ تو چاند اسی طرح ہو گیا کہ ایک نصف جبل ابی قبیس پر اور ایک نصف قعیقعان پر ہو گیا اور رسول اللہ ﷺ پکار پکار کر فرمانے لگے اے ابو سلمہ بن عبد الاسد اور ارقم بن ابی الارقم گواہ ہو جاؤ۔(2)

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بیان کیا ہے کہ اہل مکہ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے: کیا کوئی ایسی نشانی اور معجزہ ہے جس کے سبب ہم یہ پہچان کر سکیں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں؟ تو حضرت جبرائیل امین علیہ السلام آپ کے پاس حاضر خدمت ہوئے اور کہا: اے محمد! ﷺ کہہ دو۔ اگر آج کی رات تم باہر نکلو گے، تو ایسی نشانی دیکھ لو گے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے حضرت جبرائیل امین کے کہنے کے مطابق انہیں اطلاع کر دی۔ پس وہ چودھویں رات کو نکلے۔ تو چاند دو حصوں میں تقسیم ہو گیا۔ ایک نصف صفا پر تھا اور ایک نصف مروہ پر تھا اور انہوں نے دیکھ لیا۔ پھر انہوں نے اپنی نظریں جھکا لیں اور انہیں خوب مل کر صاف کیا۔ پھر دوبارہ نظر اٹھائی اور چاند کو دیکھا۔ پھر انہوں نے اپنی آنکھوں کو خوب ملا۔ اور پھر چاند کو دیکھ لیا۔ تو کہنے لگے: اے محمد! (ﷺ) یہ تو انتہائی سخت ختم کر دینے والا جادو ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ۝۔(3)

امام ابونعیم نے حضرت ضحاک کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہودیوں کے علماء رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور انہوں نے کہا: آپ ہمیں کوئی نشانی اور معجزہ دکھائیں تا کہ ہم ایمان لے آئیں تو حضور نبی کریم ﷺ نے رب کریم کی بارگاہ میں التجاء کی کہ وہ آپ کو معجزہ عطا فرمائے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انہیں چاند دکھایا کہ وہ شق ہو کر دو چاند بن گیا ہے۔ ان میں سے ایک صفا پر ہے اور دوسرا مروہ پر ہے۔ وہ عصر سے لے کر رات تک کے وقت کی مقدار اس کی طرف دیکھتے رہے۔ پھر چاند غائب ہو گیا۔ تو پھر انہوں نے یہ کہہ دیا: سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ۝ یہ بڑا زبردست جادو ہے۔(4)

1۔ معجم کبیر، جلد 11، صفحہ 250 (11642)
2۔ حلیۃ الاولیاء، جلد 8-7، صفحہ 112
3۔ ایضاً، جلد 7،8، صفحہ 113
4۔ دلائل النبوۃ از ابونعیم، صفحہ 96، عالم الکتب

marfat.com
Marfat.com

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، عبد اللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں، ابن جریر، ابن مردویہ اور ابو نعیم رحمہم اللہ نے حضرت ابو عبد الرحمٰن سلمی سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے مدائن میں ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا۔ پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی۔ پھر فرمایا: اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ۝ خبردار سنو! قیامت قریب آ گئی ہے، ہوشیار! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں چاند شق ہوا ہے۔ خبردار! بے شک دنیا نے فراق اور جدائی کی اطلاع دے دی ہے۔ خبردار! بے شک آج کا دن چھپنے والا ہے اور کل تیزی سے آ رہا ہے۔(1)

ابن منذر نے ذکر کیا ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت اس طرح پڑھی: اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ۝۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے: چاند شق ہوا۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت سے قبل مکہ مکرمہ میں ہی قیام فرما تھے۔ تو دیکھ کر مشرکین مکہ نے کہا: یہ جادوگر ہے۔ اس نے جادوگروں پر جادو کر دیا ہے۔ پس تم اسے چھوڑ دو۔ جیسا کہ مشرکین نے اس وقت کیا جب کہ چاند کو گرہن لگا۔ تو انہوں نے اپنی سلائیوں کے ساتھ مارا اور اس سے ان کے علماء زرد پیلے ہو گئے۔ انہوں نے کہا: یہ جادو کا فعل ہے۔ اسی کے بارے یہ ارشاد گرامی ہے: وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ۝۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ تین چیزیں ہیں جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں کیا ہے اور وہ گزر چکی ہیں: اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ۝ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مقدس میں چاند دو حصوں میں شق ہوا۔ یہاں تک کہ لوگوں نے اسے اس حالت میں دیکھا۔ اور دوسری شے سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ۝ (القمر:45) (عنقریب پسپا ہوگی یہ جماعت اور پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے)۔ اور اِذَا فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا ذَا عَذَابٍ شَدِيْدٍ (المومنون:77) (جب ہم کھول دیں گے ان پر دروازہ سخت عذاب والا)۔

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے مذکورہ آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ انہوں نے چاند کو اس حال میں دیکھا کہ وہ شق ہوا پڑا ہے۔ تو کہنے لگے: یہ سخت ختم کرنے والا جادو ہے۔(2)

ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے وَكُلُّ اَمْرٍ مُّسْتَقِرٌّ۝ کے تحت بیان کیا ہے کہ اس سے مراد قیامت کا دن ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ كُلُّ اَمْرٍ مُّسْتَقِرٌّ۝ کا مفہوم ہے کہ ہر کام کے لیے اس کے اہل کے ساتھ ایک انجام ہے۔

عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہر کام کے لیے ایک انجام ہے، نیکی اور خیر کا عمل کرنے والوں کے لیے انجام اچھا ہے اور شر اور برائی کا ارتکاب کرنے والوں کے لیے انجام بھی شر اور برا ہے۔(3)

وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنَ الْاَنْۢبَآءِ مَا فِيْهِ مُزْدَجَرٌ۝ حِكْمَةٌۢ بَالِغَةٌ فَمَا تُغْنِ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 101، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 102

3۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 104

marfat.com

Marfat.com

النُّذُرُ ۙ﴿۵﴾ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ ۘ يَوْمَ يَدْعُ الدَّاعِ اِلٰى شَیْءٍ نُّكُرٍ ۙ﴿۶﴾ خُشَّعًا اَبْصَارُهُمْ يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ كَاَنَّهُمْ جَرَادٌ مُّنْتَشِرٌ ۙ﴿۷﴾ مُّهْطِعِيْنَ اِلَى الدَّاعِ ؕ يَقُوْلُ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا يَوْمٌ عَسِرٌ ﴿۸﴾

''اور پہنچ چکی ہیں ان کے پاس (پہلی قوموں کی بربادی کی) اتنی خبریں جن میں بڑی عبرت ہے۔(وہ خبریں) سراسر حکمت ہیں۔پس ڈرنے والوں نے کوئی فائدہ نہ پہنچایا۔پس آپ رخ انور پھیر لیجئے ان سے۔ایک روز بلائے گا (انہیں) بلانے والا ایک ناگوار چیز کی طرف۔(خوف سے) ان کی آنکھیں جھکی ہوں گی قبروں سے یوں نکلیں گے جیسے وہ پراگندہ ٹڈیاں ہیں۔ڈرتے ڈرتے بھاگے جارہے ہوں گے بلانے والے کی طرف۔کافر کہتے ہوں گے یہ بڑا سخت دن ہے''۔

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنَ الْاَنْۢبَآءِ مَا فِيْهِ مُزْدَجَرٌ ﴿﴾ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ قرآن منتہی ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ انہوں نے مدینہ طیبہ میں خطبہ ارشاد فرمایا اور یہ آیت تلاوت فرمائی: وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنَ الْاَنْۢبَآءِ مَا فِيْهِ مُزْدَجَرٌ ﴿﴾ اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں حلال کو حلال قرار دیا ہے اور حرام کو حرام قرار دیا ہے اور اس میں تمہیں اس کے بارے خبر دی ہے جو تم کرتے ہو اور جس کی تم دعوت دیتے ہو۔اس نے تمہارے لیے تمہارے دین میں کوئی التباس نہیں چھوڑا۔یہی عزت و کرامت ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے تمہیں مکرم بنایا ہے اور یہ نعمت ہے جو اللہ تعالیٰ نے تم پر مکمل فرما دیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ خُشَّعًا اَبْصَارُهُمْ اس کے بارے میں امام سعید بن منصور، ابن منذر اور حاکم نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ''خَاشِعًا اَبْصَارُهُمْ'' الف کے ساتھ پڑھتے تھے۔حاکم نے کہا ہے یہ روایت صحیح ہے۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عاصم رحمۃ اللہ علیہ نے اسے خُشَّعًا یعنی خاء کو مرفوع پڑھا ہے۔

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس کا معنی ہے ان کی آنکھیں جھکی ہوں گی (2)۔واللہ اعلم۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مُّهْطِعِيْنَ کا معنی ناظرین کیا ہے جو سوچتے ہوئے اور فکر کرتے ہوئے بلانے والے کی طرف جارہے ہوں گے۔(3)

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے ان سے مُّهْطِعِيْنَ کے بارے پوچھا۔تو آپ نے فرمایا: مطیع ہو کر سر جھکانے والے۔تو نافع نے عرض کی: کیا عرب بھی اس معنی سے

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 514 (3762)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 105، دار احیاء التراث العربی بیروت

3۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 106

marfat.com

Marfat.com

واقف ہیں؟ تو آپ نے فرمایا ہاں۔ کیا تو نے تبع کا قول نہیں سنا ہے:

تَعَبَّدَنِیْ نَمْرُبْنُ سَعْدٍ وَقَدْ دَرٰی وَ نَمْرُبْنُ سَعْدٍ لِّیْ مَدِیْنٌ وَّ مُھْطِعٌ

''نمر بن سعد نے مجھے غلام بنالیا ہے حالانکہ نمر بن سعد یہ جانتا ہے کہ میرے بھی غلام اور مطیع ہیں''۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے مُّهْطِعِيْنَ اِلَى الدَّاعِ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ بلانے والے کی طرف قصد و ارادہ کرتے ہوئے جا رہے ہوں گے۔(1)

عبد بن حمید نے ذکر کیا ہے کہ حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: وہ بلانے والے کی طرف چلتے ہوئے جا رہے ہوں گے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت تمیم بن حذلم رحمہ اللہ سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ ڈر کے سبب تیزی سے چلتے ہوئے بلانے والے کی طرف جائیں گے۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ معنی بیان کیا ہے کہ وہ تیز رفتاری سے چلتے ہوئے بلانے والے کی طرف جائیں گے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: مُّهْطِعِيْنَ اِلَى الدَّاعِ کا معنی ہے اپنے کان آواز کی طرف لگاتے ہوئے۔

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ فَكَذَّبُوْا عَبْدَنَا وَ قَالُوْا مَجْنُوْنٌ وَّ ازْدُجِرَ ﴿۹﴾
فَدَعَا رَبَّهٗۤ اَنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ ﴿۱۰﴾ فَفَتَحْنَاۤ اَبْوَابَ السَّمَآءِ بِمَآءٍ
مُّنْهَمِرٍ ﴿۱۱﴾ وَّ فَجَّرْنَا الْاَرْضَ عُیُوْنًا فَالْتَقَى الْمَآءُ عَلٰۤى اَمْرٍ قَدْ قُدِرَ ﴿۱۲﴾
وَ حَمَلْنٰهُ عَلٰى ذَاتِ اَلْوَاحٍ وَّ دُسُرٍ ﴿۱۳﴾ تَجْرِیْ بِاَعْیُنِنَا جَزَآءً لِّمَنْ كَانَ
كُفِرَ ﴿۱۴﴾ وَ لَقَدْ تَّرَكْنٰهَاۤ اٰیَةً فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۱۵﴾ فَكَیْفَ كَانَ عَذَابِیْ وَ
نُذُرِ ﴿۱۶﴾ وَ لَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۱۷﴾

''جھٹلایا ان سے پہلے قوم نوح نے یعنی انہوں نے جھٹلایا ہمارے بندے کو اور کہا یہ دیوانہ ہے اور اسے جھڑکا بھی گیا۔ آخر کار آپ نے دعا مانگی اپنے رب سے کہ میں عاجز آ گیا ہوں پس تو (ان سے) بدلہ لے۔ پھر ہم نے کھول دیئے آسمان کے دروازے موسلا دھار بارش کے ساتھ۔ اور جاری کر دیا ہم نے زمین سے چشموں کو پھر دونوں پانی مل گئے ایک مقصد کے لیے جو پہلے مقرر ہو چکا تھا۔ اور ہم نے سوار کر دیا نوح کو تختوں اور میخوں والی (کشتی) پر۔ وہ بہتی جا رہی تھی ہماری آنکھوں کے سامنے۔ (یہ طوفان) بدلہ تھا اس (نبی) کا جس کا انکار کیا گیا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 106، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

marfat.com

Marfat.com

تھا۔ اور ہم نے باقی رکھا اس (قصہ) کو بطور نشانی۔ پس ہے کوئی نصیحت قبول کرنے والا۔ سو کیسا (خوفناک) تھا میرا عذاب اور (کتنے سچے تھے) میرے ڈراوے۔ اور بے شک ہم نے آسان کر دیا ہے قرآن کو نصیحت پذیری کے لیے پس ہے کوئی نصیحت قبول کرنے والا''۔

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَ قَالُوْا مَجْنُوْنٌ وَّ ازْدُجِرَ ۞ کے تحت حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اسے دیوانہ اور مجنون ہونے کی تہمت دی گئی۔ (1)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے وَّ ازْدُجِرَ ۞ کے تحت حضرت حسن رحمۃ اللہ تعالیٰ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے اسے قتل کی دھمکی دی اور ڈرایا۔

امام بخاری نے الادب میں اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے ابو الطفیل سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن الکواء رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مجرہ کے بارے پوچھا۔ تو آپ نے فرمایا: یہ آسمان کا ابھرا ہوا حصہ ہے اور اسی سے آسمان کے دروازے موسلا دھار بارش کے ساتھ کھولے گئے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: فَفَتَحْنَاۤ اَبْوَابَ السَّمَآءِ الآیہ۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے اسی آیت کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہم نے کثیر پانی کے ساتھ آسمان کے دروازے کھول دیئے۔ آسمان نے اس سے قبل اور نہ اس کے بعد بارش نہیں برسائی مگر بادلوں سے اور اس دن بادل کے علاوہ آسمان کے دروازے پانی کے ساتھ کھول دیئے گئے۔ پس وہ دونوں پانی مل گئے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت محمد بن کعب نے فَالْتَقَى الْمَآءُ کی تفسیر میں کہا کہ آسمان اور زمین کا پانی آپس میں مل گیا۔ اور عَلٰۤى اَمْرٍ قَدْ قُدِرَ ۞ کے بارے فرمایا: غذائیں جسموں سے پہلے ہیں اور تقدیر آزمائش اور بلاء سے پہلے ہے۔ (2)

امام ابن منذر نے ذکر کیا ہے کہ قَدْ قُدِرَ ۞ کی تفسیر میں ابن جریج نے فرمایا: اس نے نرم اور ہموار زمین کو پھاڑ دیا۔

عبد بن حمید اور ابن منذر نے وَ حَمَلْنٰهُ عَلٰى ذَاتِ اَلْوَاحٍ وَّ دُسُرٍ ۞ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اَلْوَاحٍ سے مراد کشتی کے تختے ہیں۔ اور دُسُرٍ سے مراد وہ میخیں اور کلے ہیں جن کے ساتھ کشتی کو باندھا جاتا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اَلْوَاحٍ سے مراد دروازے کے تختے ہیں اور دُسُرٍ سے مراد دروازے کے اوپر والی لکڑی ہے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اَلْوَاحٍ سے مراد کشتی کے کلے اور دُسُرٍ سے مراد کیل اور میخیں ہیں۔ فرمایا۔ دستر مسامیر۔ اسے میخوں کے ساتھ درست کیا گیا۔ (3)

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ دُسُرٍ سے مراد میخیں ہیں۔ (4)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 107، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 109
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 110

marfat.com

Marfat.com

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ہمیں یہ بتایا گیا کہ دُسُرٍ سے مراد کشتی کے وہ کیل اور میخیں ہیں جن کے ساتھ اسے مضبوط کیا گیا۔(1)

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے ان سے کہا۔ کہ ارشاد گرامی وَّدُسُرٍ ﴿۱۳﴾ بارے بتائیے۔ تو آپ نے فرمایا۔ دُسُرٍ سے مراد وہ ہیں جن کے ساتھ کشتی محفوظ ہو جاتی ہے۔ تو نافع نے عرض کی: کیا عرب اس معنی کو پہچانتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے شاعر کو نہیں سنا؟ وہ کہتا ہے:

سَفِينَةٌ نُوْتِي قَدْ اُحْكِمَ صَنْعُهَا مُتَخَنَةُ الْاَلْوَاحِ مَنْسُوجَةُ الدُّسُرِ

"کشتی پر ہم لائے جارہے ہیں، اس کی بناوٹ انتہا کی پختہ اور مضبوط ہے، اس کے پھٹے موٹے ہیں اور میخوں اور کیلوں کے ساتھ اسے خوب محفوظ کر دیا گیا ہے"۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: دُسُرٍ سے مراد کشتی کے سامنے کا حصہ ہے۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ دُسُرٍ سے مراد کشتی کا وہ سینہ (سامنے والا حصہ) ہے جس کے ساتھ موج آ کر ٹکراتی ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے جَزَآءً لِّمَنْ كَانَ كُفِرَ ﴿۱۴﴾ کے متعلق فرمایا: یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے بدلہ ہے اس کا جس کا انکار کیا گیا تھا۔(3)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے وَلَقَدْ تَّرَكْنٰهَآ اٰيَةً کی تفسیر میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کو جودی پہاڑی پر باقی رکھا یہاں تک کہ اس امت کے پہلے آنے والوں نے اسے پالیا۔(4)

امام آدم بن ابی ایاس، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ کا معنی ہے کہ ہم نے قرآن کریم کی قرأت کو آسان بنا دیا ہے۔(5)

ابن ابی حاتم اور بیہقی نے اسی آیت کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کی زبان پر اسے آسان نہ بناتا۔ تو مخلوق میں سے کوئی بھی یہ طاقت نہ رکھتا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے کلام کے ساتھ گفتگو کر سکے۔

امام دیلمی رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اسی طرح مرفوع روایت بیان کی ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے امام ابن سیرین رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ ان کا گزر ایک آدمی کے پاس سے ہوا تو وہ کہہ رہا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 109، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 110
3۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 111 4۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 112 5۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 113

marfat.com
Marfat.com

تھا خفیف سورت۔ (سورۃ خفیفۃ) تو آپ نے فرمایا۔ خفیف سورہ نہ کہہ۔ بلکہ یہ کہو: سورۂ میسرۃ یعنی وہ سورت جسے آسان بنادیا گیا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَلَقَدۡ یَسَّرۡنَا الۡقُرۡاٰنَ لِلذِّکۡرِ کہا۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ فَهَلۡ مِنۡ مُّدَّكِرٍ ﴿۱۷﴾ کا معنی ہے کیا کوئی نصیحت قبول کرنے والا ہے۔

امام ابن منذر نے حضرت محمد بن کعب سے اسی کے بارے یہ قول بیان کیا ہے کیا کوئی گناہوں سے رکنے والا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ معنی بیان کیا ہے: کیا کوئی خیر کا طالب ہے جس پر اس کی مدد کی جائے؟ (1)

امام ابن ابی الدنیا، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مطر الوراق رحمہ اللہ سے اسی آیت کے ضمن میں یہ قول بیان کیا ہے: کیا کوئی طالب علم ہے سو اس پر اس کی مدد کی جائے گی؟ (2)

امام احمد، عبد بن حمید، بخاری مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن جریر، حاکم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس مذکر کا لفظ ذال کے ساتھ "فَهَلۡ مِنۡ مُّذَّكِرٍ" پڑھا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: فَهَلۡ مِنۡ مُّدَّكِرٍ ﴿۱۷﴾ یعنی دال کے ساتھ پڑھنے کی راہنمائی فرمائی۔ (3)

كَذَّبَتۡ عَادٌ فَكَيۡفَ كَانَ عَذَابِيۡ وَنُذُرِ ﴿۱۸﴾ اِنَّاۤ اَرۡسَلۡنَا عَلَيۡهِمۡ رِيۡحًا صَرۡصَرًا فِيۡ يَوۡمِ نَحۡسٍ مُّسۡتَمِرٍّ ﴿۱۹﴾ تَنۡزِعُ النَّاسَ ۙ كَاَنَّهُمۡ اَعۡجَازُ نَخۡلٍ مُّنۡقَعِرٍ ﴿۲۰﴾ فَكَيۡفَ كَانَ عَذَابِيۡ وَنُذُرِ ﴿۲۱﴾ وَلَقَدۡ يَسَّرۡنَا الۡقُرۡاٰنَ لِلذِّكۡرِ فَهَلۡ مِنۡ مُّدَّكِرٍ ﴿۲۲﴾

"عاد نے بھی جھٹلایا تھا پھر کیسا (خوفناک) تھا میرا عذاب اور میرے ڈراوے۔ ہم نے ان پر تند و تیز آندھی بھیجی ایک دائمی نحوست کے دن میں۔ وہ اکھاڑ کر پھینک دیتی لوگوں کو گویا وہ ٹنڈ ہیں اکھڑی ہوئی کھجور کے۔ پس کیسا (سخت) تھا میرا عذاب اور (کتنے سچے تھے) میرے ڈراوے۔ بے شک ہم نے آسان کر دیا ہے قرآن کو نصیحت پذیری کے لیے پس ہے کوئی نصیحت قبول کرنے والا"۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ رِيۡحًا صَرۡصَرًا کا معنی ہے سخت ٹھنڈی ہوا اور فِيۡ يَوۡمِ نَحۡسٍ کا معنی ہے سخت ترین دن۔ (4)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ صَرۡصَرًا کا معنی ہے تند و تیز ہوا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 113، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً
3۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 112
4۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 15-114

marfat.com
Marfat.com

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے ذکر کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رِيحًا صَرْصَرًا کا معنی ہے ٹھنڈی ہوا۔ اور فِي يَوْمِ نَحْسٍ کا معنی ہے ایسے دن میں جو قوم کے لیے منحوس تھا اور اس کی نحوست اور شر ان پر مسلسل اور لگاتار تھا۔(1)

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے ان سے کہا: مجھے فِي يَوْمِ نَحْسٍ کا مفہوم بتائیے۔ تو آپ نے فرمایا: نَحْسٍ سے مراد بلاء اور سختی ہے۔ تو نافع نے عرض کی: کیا عرب اس معنی کو جانتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے نہیں سنا؟ زہیر بن ابی سلمی کہتا ہے:

سَوَاءٌ عَلَيْهِ اَيَّ يَوْمٍ اَتَيْتُهٗ اَسَاعَةُ نَحْسٍ تُتَّقٰى اَمْ بِاَسْعَدِ

''اس پر برابر ہے میں کسی دن بھی اس کے پاس آجاؤں۔ کیا نحوست اور بلاء کی ساعت کا خوف کیا جاتا ہے یا سعادت مندی کی ساعت کا''؟

امام ابن ابی حاتم نے حضرت زر بن حبیش رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ فِي يَوْمِ نَحْسٍ سے مراد بدھ کا دن ہے۔

امام ابن منذر اور ابن مردویہ نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے جبرائیل امین نے کہا: قسم کو گواہ کے ساتھ پورا کرو۔ مزید کہا: بدھ کا دن ہی يَوْمِ نَحْسٍ مُّسْتَمِرٍّ ہے۔

ابن مردویہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام حضور نبی مکرم ﷺ پر اس پیغام کے ساتھ نازل ہوئے کہ قسم گواہ کے ساتھ ہے۔ پچھنے لگانا (درست ہے) اور بدھ کا دن ہی دائمی نحوست کا دن ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ یوم نحس سے مراد بدھ کا دن ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے دنوں کے بارے دریافت کیا گیا اور بدھ کے دن کے بارے بھی سوال کیا گیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: بدھ کا دن یوم نحس ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ یہ کیسے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس دن اللہ تعالیٰ نے فرعون اور اس کی قوم کو غرق کیا اور عاد و ثمود کو ہلاک اور تباہ و برباد کیا۔

امام وکیع نے الغرر میں، ابن مردویہ اور خطیب رحمہم اللہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مہینے میں آخری بدھ دائمی نحوست کا دن ہے۔

امام عبد بن حمید، عبد اللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے جب ہوا آئی تو عاد اس کی طرف اٹھ کھڑے ہوئے اور انہوں نے آپس میں ایک دوسرے کے ہاتھ پکڑ لیے اور اپنے پاؤں زمین میں گاڑ لیے اور کہنے لگے: کون ہے جو ہمارے پاؤں زمین سے زائل کرے گا، اگر وہ سچا ہے تو اللہ تعالیٰ نے ان پر ہوا بھیجی جو لوگوں کو اکھاڑ کر پھینکنے لگی گویا وہ کھڑی ہوئی کھجور کے مُڈھ ہیں۔(2)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 15-114، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 116

marfat.com

Marfat.com

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: اگر عاد میں سے کوئی آدمی ہوا اور وہ پتھر سے دروازے کے دو پٹ بنائے۔ پھر اس امت کے پانچ سو افراد اس پر جمع ہو جائیں تو وہ اسے اٹھانے کی طاقت نہ رکھیں۔ پس ایک آدمی اپنا قدم زمین میں گاڑتا تھا تو وہ اس میں داخل ہو جاتا تھا۔(1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اَعْجَازُ نَخْلٍ کا معنی ہے کھجور کا مڈھ اور اصل اور مُّنْقَعِرٍ ﴿۲۰﴾ کا معنی ہے کٹی ہوئی، اکھڑی ہوئی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے آپ ہی سے یہ بیان کیا ہے کہ اس سے مراد ہے: کھجور کے سیاہ مڈھ۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ ان کے سر لکڑیوں کی طرح ہو کر گرے اور ان کی گردنیں گول گول ٹکڑے ہو گئیں۔ پس اس کو اللہ تعالیٰ نے اکھڑی ہوئی کھجور کے مڈھ کے ساتھ تشبیہ دی ہے۔(2)

كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِالنُّذُرِ ﴿۲۳﴾ فَقَالُوْۤا اَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا نَّتَّبِعُهٗۤ ۙ اِنَّاۤ اِذًا لَّفِیْ
ضَلٰلٍ وَّ سُعُرٍ ﴿۲۴﴾ ءَاُلْقِیَ الذِّكْرُ عَلَیْهِ مِنْۢ بَیْنِنَا بَلْ هُوَ كَذَّابٌ اَشِرٌ ﴿۲۵﴾
سَیَعْلَمُوْنَ غَدًا مَّنِ الْكَذَّابُ الْاَشِرُ ﴿۲۶﴾ اِنَّا مُرْسِلُوا النَّاقَةِ فِتْنَةً لَّهُمْ
فَارْتَقِبْهُمْ وَ اصْطَبِرْ ﴿۲۷﴾ وَ نَبِّئْهُمْ اَنَّ الْمَآءَ قِسْمَةٌۢ بَیْنَهُمْ ۚ كُلُّ شِرْبٍ
مُّحْتَضَرٌ ﴿۲۸﴾ فَنَادَوْا صَاحِبَهُمْ فَتَعَاطٰى فَعَقَرَ ﴿۲۹﴾ فَكَیْفَ كَانَ عَذَابِیْ وَ نُذُرِ ﴿۳۰﴾
اِنَّاۤ اَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ صَیْحَةً وَّاحِدَةً فَكَانُوْا كَهَشِیْمِ الْمُحْتَظِرِ ﴿۳۱﴾ وَ لَقَدْ
یَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۳۲﴾ كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطٍۭ بِالنُّذُرِ ﴿۳۳﴾
اِنَّاۤ اَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ حَاصِبًا اِلَّاۤ اٰلَ لُوْطٍ ؕ نَجَّیْنٰهُمْ بِسَحَرٍ ۙ﴿۳۴﴾ نِّعْمَةً مِّنْ
عِنْدِنَا ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِیْ مَنْ شَكَرَ ﴿۳۵﴾ وَ لَقَدْ اَنْذَرَهُمْ بَطْشَتَنَا فَتَمَارَوْا
بِالنُّذُرِ ﴿۳۶﴾ وَ لَقَدْ رَاوَدُوْهُ عَنْ ضَیْفِهٖ فَطَمَسْنَاۤ اَعْیُنَهُمْ فَذُوْقُوْا عَذَابِیْ
وَ نُذُرِ ﴿۳۷﴾ وَ لَقَدْ صَبَّحَهُمْ بُكْرَةً عَذَابٌ مُّسْتَقِرٌّ ۚ﴿۳۸﴾ فَذُوْقُوْا عَذَابِیْ وَ
نُذُرِ ﴿۳۹﴾ وَ لَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ع ﴿۴۰﴾ وَ لَقَدْ جَآءَ اٰلَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 116، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 117

marfat.com

Marfat.com

فِرۡعَوۡنَ النُّذُرُ ﴿۴۱﴾ كَذَّبُوۡا بِاٰيٰتِنَا كُلِّهَا فَاَخَذۡنٰهُمۡ اَخۡذَ عَزِيۡزٍ مُّقۡتَدِرٍ ﴿۴۲﴾ اَكُفَّارُكُمۡ خَيۡرٌ مِّنۡ اُولٰٓئِكُمۡ اَمۡ لَكُمۡ بَرَآءَةٌ فِي الزُّبُرِ ﴿۴۳﴾

''ثمود نے بھی پیغمبروں کو جھٹلایا۔ پھر وہ کہنے لگے کیا ایک انسان جو ہم میں سے ہے (اور) اکیلا ہے ہم اس کی پیروی کریں۔ پھر تو ہم گمراہی اور دیوانگی میں مبتلا ہو جائیں گے۔ کیا اتاری گئی ہے وحی اس پر ہم سب میں سے (یہ کیونکر ممکن ہے) بلکہ وہ بڑا جھوٹا، شیخی باز ہے۔ کل انہیں معلوم ہو جائے گا کہ کون بڑا جھوٹا، شیخی باز ہے۔ ہم بھیج رہے ہیں ایک اونٹنی ان کی آزمائش کے لیے پس (اے صالح) ان کے انجام کا انتظار کرو اور صبر کرو۔ اور انہیں آگاہ کر دیجئے کہ پانی تقسیم کر دیا گیا ہے ان کے درمیان۔ سب اپنی اپنی باری پر حاضر ہوں۔ پس ثمودیوں نے بلایا اپنے ایک ساتھی (قذار) کو پس اس نے وار کیا اور (اونٹنی کی) کونچیں کاٹ دیں۔ پھر (معلوم ہے) کیسا تھا میرا عذاب اور میرے ڈراوے۔ ہم نے بھیجی ان پر ایک چنگھاڑ پھر وہ اس طرح ہو کر رہ گئے جیسے روندی ہوئی خاردار باڑھ۔ بے شک ہم نے آسان کر دیا قرآن کو نصیحت پذیری کے لیے پس ہے کوئی نصیحت قبول کرنے والا۔ قوم لوط نے بھی جھٹلایا تھا پیغمبروں کو۔ ہم نے بھیجی ان پر پتھر برسانے والی ہوا سوائے لوط کے گھرانے کے۔ ہم نے ان کو بچا لیا سحری کے وقت۔ یہ (خاص) مہربانی تھی ہماری طرف سے۔ اسی طرح ہم جزا دیتے ہیں جو شکر کرتا ہے۔ اور بے شک ڈرایا تھا انہیں لوط (علیہ السلام) نے ہماری پکڑ سے پس جھگڑنے لگے ان کے ڈرانے کے بارے میں۔ اور انہوں نے پھسلانا چاہا لوط کو اپنے مہمانوں سے تو ہم نے میٹ دیا ان کی آنکھوں کو، لو اب چکھو (اے بے حیاؤ!) میرے عذاب اور میرے ڈرانے کا مزہ۔ پس صبح سویرے ان پر ٹھہرنے والا عذاب نازل ہوا۔ تو اب چکھو میرے عذاب اور میرے ڈرانے کا مزہ۔ اور بے شک ہم نے آسان کر دیا قرآن کو نصیحت پذیری کے لیے پس ہے کوئی نصیحت قبول کرنے والا۔ اور آئے آل فرعون کے پاس ڈرانے والے۔ انہوں نے جھٹلایا ہماری ساری آیتوں کو پھر ہم نے ان کو پکڑ لیا جیسے کوئی زبردست قوت والا پکڑتا ہے۔ کیا تمہاری قوم کے کفار بہتر ہیں ان سے یا تمہارے لیے معافی لکھ دی گئی ہے آسمانی نوشتوں میں''۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا سُعُرٍ ﴿۲۴﴾ سے مراد بدبختی ہے (یعنی پھر تو ہم گمراہی اور بدبختی میں مبتلا ہو جائیں گے)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ معنی بیان کیا ہے کہ پھر تو ہم گمراہی، تھکن اور مشقت میں مبتلا ہو جائیں گے۔(1)

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ وَّسُعُرٍ ﴿۲۴﴾ سے مراد

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 117، دار احیاء التراث العربی بیروت

marfat.com
Marfat.com

گمراہی ہے۔ اور انہوں نے كُلُّ شِرْبٍ مُّحْتَضَرٌ کے بارے فرمایا وہ پانی پر حاضر ہوں گے جب اونٹنی غائب ہو گی۔ اور جب وہ آ جائے گی تو وہ دودھ کے لیے حاضر ہوں۔ اور فَتَعَاطٰى کے بارے فرمایا: اس کا معنی ہے پس اس نے پکڑا اور كَهَشِيْمِ الْمُحْتَظِرِ وہ آدمی جس نے حلتمہ (سبز لاکھی گھڑا) توڑ دیا۔(1)

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے فَتَعَاطٰى فَعَقَرَ کی تفسیر میں فرمایا: احیمر ثمودی نے اونٹنی کو پکڑ لیا اور اس کی کونچیں کاٹ دیں اور كَهَشِيْمِ الْمُحْتَظِرِ کے بارے فرمایا: وہ جلی ہوئی راکھ کی طرح ہو کر رہ گئے۔(2)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ فَتَعَاطٰى کا معنی ہے تناول یعنی اس نے پکڑ لیا۔(3)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے كَهَشِيْمِ الْمُحْتَظِرِ کا معنی بیان کیا ہے کہ وہ جلی ہوئی ہڈیوں کی طرح ہو گئے۔(4)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ معنی بیان کیا ہے کہ وہ اس گھاس کی طرح ہو گئے جسے بکریاں کھا جاتی ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے آپ ہی سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ گھاس جسے تو روکے رکھے۔ اور پھر ریوڑ اسے کھا لے اس حال میں کہ وہ خشک ہو اور پھر وہ ختم ہو جائے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ اس مٹی کی طرح ہو گئے جو دیوار سے گر پڑتی ہے۔(5)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ فَتَمَارَوْا بِالنُّذُرِ کا معنی ہے انہوں نے ڈرانے کی تصدیق نہیں کی۔ فَطَمَسْنَآ اَعْيُنَهُمْ فرمایا ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے ایک رات ان کے عذاب کے بارے میں اپنے رب سے اجازت طلب کی۔ وہ حضرت لوط علیہ السلام کے پاس آئے۔ اور بے شک انہوں نے بھی دروازے پر جلدی آگے بڑھنے کی کوشش کی تا کہ وہ ان پر داخل ہو سکیں۔ تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اپنے پر کے ساتھ انہیں گرا دیا اور انہیں اندھا کر چھوڑا اور وہ لڑکھڑانے لگے۔ وَلَقَدْ صَبَّحَهُمْ بُكْرَةً عَذَابٌ مُّسْتَقِرٌّ فرمایا اس نے انہیں آتش جہنم میں ٹھہرا دیا۔ فَاَخَذْنٰهُمْ اَخْذَ عَزِيْزٍ مُّقْتَدِرٍ فرمایا پس ہم نے انہیں پکڑ لیا اس کے پکڑنے کی طرح جس کے عذاب اور گرفت میں انتہائی قوت اور شدت ہوتی ہے کہ جب وہ انتقام لیتا ہے تو پھر وہ آگے بڑھنے سے خوفزدہ نہیں ہوتا۔ اور اَكُفَّارُكُمْ خَيْرٌ مِّنْ اُولٰٓئِكُمْ کے بارے فرماتے ہیں کیا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 21-20-119، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 261، دار الکتب العلمیہ بیروت 3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 120
4۔ ایضاً 5۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 121

marfat.com

Marfat.com

تمہارے کفار ان سے بہتر ہیں جو گزر گئے ہیں۔(1)

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے: وَ لَقَدْ صَبَّحَهُمْ بُكْرَةً عَذَابٌ مُّسْتَقِرٌّ ﴿۳۸﴾ کی تفسیر میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: دنیا کا عذاب ان کے ساتھ آخرت میں بھی برقرار رہا۔

امام ابن جریر نے ذکر کیا ہے کہ اَكُفَّارُكُمْ خَيْرٌ مِّنْ اُولٰٓئِكُمْ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ تمہاری قوم کے کفار حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام کی قوموں کے کفار سے بہتر اور افضل نہیں ہیں۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے اسی آیت کے تحت حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے: اے امت! کیا تمہارے کفار قرون اولیٰ کے ان کفار سے بہتر ہیں جن کے بارے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ میں نے انہیں ہلاک کر دیا ہے اور تباہ و برباد کر دیا ہے۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ اسی کے ضمن میں یہ فرماتے ہیں کہ کیا تمہارے کفار ان سے بہتر ہیں جو گزر چکے ہیں۔ یا تمہارے لیے آسمانی کتابوں میں معافی لکھ دی گئی ہے۔(4)

اَمْ يَقُوْلُوْنَ نَحْنُ جَمِيْعٌ مُّنْتَصِرٌ ﴿۴۴﴾ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَ يُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ ﴿۴۵﴾ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَ السَّاعَةُ اَدْهٰى وَ اَمَرُّ ﴿۴۶﴾

"یا وہ کہتے ہیں کہ ہم ایسی جماعت میں جو غالب ہی رہے گی۔ عنقریب پسپا ہو گی یہ جماعت اور پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے۔ بلکہ ان کے وعدہ کا وقت (روز) قیامت ہے اور قیامت بڑی خوفناک اور تلخ ہے"۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منیع، ابن جریر، ابن منذر اور ابن مردویہ نے بیان کیا ہے کہ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَ يُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ ﴿۴۵﴾ کے بارے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ غزوۂ بدر کے دن ہوا (کہ وہ پسپا ہوئے اور پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے) وہ کہتے تھے: نَحْنُ جَمِيْعٌ مُّنْتَصِرٌ ﴿۴۴﴾ (کہ ہم ایسی جماعت ہیں جو غالب ہی رہے گی) تب مذکورہ آیت نازل ہوئی۔(5)

امام بخاری، نسائی، ابن منذر، طبرانی، ابونعیم نے دلائل میں، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا درآنحالیکہ آپ قبہ میں تشریف فرما تھے جو بدر کے دن آپ کے لیے بنایا گیا تھا: میں تجھے تیرا عہد و پیمان اور تیرا وعدہ یاد دلاتا ہوں۔ اے اللہ! اگر تو نے چاہا تو آج کے دن کے بعد کبھی تیری عبادت نہیں کی جائے گی۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کا ہاتھ پکڑ لیا اور عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ نے رب اپنے رب کریم پر خوب اصرار کیا ہے۔ یقیناً آپ کے لیے کافی ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 25-24-23-122، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 126
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً
5۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 127

marfat.com

Marfat.com

تشریف لائے۔ آپ زرہ میں انتہائی مسرت کا اظہار کرتے ہوئے زبان اقدس سے یہ فرما رہے تھے: سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَ يُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ ﴿٤٥﴾ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَ السَّاعَةُ اَدْهٰى وَ اَمَرُّ ﴿٤٦﴾ ۔(1)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ بدر کے دن زرہ میں اظہار مسرت کر رہے تھے اور فرما رہے تھے یہ جماعت پسپا ہوگی چنانچہ وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے۔(2)

امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی رحمت ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور میں مکہ مکرمہ میں تھی اور چونکہ میں ابھی بچی تھی اس لیے میں کھیلنے اور خوش طبعی کرنے لگی۔ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَ السَّاعَةُ اَدْهٰى وَ اَمَرُّ ﴿٤٦﴾ ۔(3)

امام ابن ابی حاتم، طبرانی نے الاوسط میں اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے غزوۂ بدر سے قبل مکہ مکرمہ میں نبی مکرم ﷺ پر یہ آیت نازل فرمائی: سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَ يُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ ﴿٤٥﴾ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ کون سی جماعت عنقریب پسپا ہوگی؟ پس جب غزوۂ بدر ہوا اور قریش شکست خوردہ ہوئے۔ تو میں نے رسول اللہ ﷺ کی طرف دیکھا آپ ان کے آثار ونشانات میں تلوار سونتے ہوئے یہ کہہ رہے ہیں: سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَ يُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ ﴿٤٥﴾ گویا یہ آیت یوم بدر کے لیے تھی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی: حَتّٰۤى اِذَاۤ اَخَذْنَا مُتْرَفِيْهِمْ بِالْعَذَابِ (المومنون: 64) الآیہ (یہاں تک کہ جب ہم پکڑیں گے ان کے خوشحال لوگوں کو عذاب سے) اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت بھی نازل فرمائی: اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا الآیہ (ابراہیم: 28) (کیا آپ نے نہیں دیکھا ان لوگوں کی طرف جنہوں نے بدل دیا اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو ناشکری سے) اور رسول اللہ ﷺ نے ان پر ریت پھینکی۔ اور یہ ان تمام کے لیے کافی ہوگئی اور اس نے ان کی آنکھوں اور مونہوں کو بھر دیا۔ حتیٰ کہ آدمی کو قتل کیا جاتا تو اس کی آنکھوں میں مٹی پڑی ہوئی ہوتی۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَ مَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى (الانفال: 17) (اور (اے محبوب!) نہیں پھینکی آپ نے (وہ مشت خاک) جب آپ نے پھینکی بلکہ اللہ تعالیٰ نے پھینکی)۔(4)

امام عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ، ابن راہویہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَ يُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ ﴿٤٥﴾ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں کہنے لگا: کون سی جماعت عنقریب پسپا ہوگی؟ یہاں تک کہ غزوۂ بدر ہوا۔ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو دیکھا آپ زرہ پہنے وہاں گھوم رہے ہیں اور فرما رہے ہیں سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَ يُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ ﴿٤٥﴾ تو مجھے اس دن اس آیت کی تاویل معلوم ہوئی۔(5)

1۔ صحیح بخاری، جلد 3، صفحہ 277 (4774)، دار الفکر بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 127، دار احیاء التراث العربی بیروت
3۔ صحیح بخاری، جلد 3، صفحہ 277 (4775)
4۔ مجمع الزوائد، جلد 6، صفحہ 101، دار الفکر بیروت
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 127

marfat.com
Marfat.com

امام ابن جریر رحمہ اللہ اور ایک دوسری سند سے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے متصل روایت بیان کی ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ نے ابو العالیہ سے اس آیت کے بارے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ آیت یوم بدر کے بارے میں ہے۔(2)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوہ بدر کے دن فرمایا۔ وہ پسپا ہو گئے اور پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے۔(3)

امام سعید بن منصور اور ابن منذر رحمہما اللہ نے محمد بن کعب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَ اَمَرُّ ﴿۴۶﴾ کے بارے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے قوم نوح کا ذکر کیا اور اس عذاب کا جو انہیں پہنچا اور عاد کا ذکر کیا اور اس ہوا کا جس نے انہیں تباہ کر دیا۔ ثمود کا ذکر کیا اور اس کرخت چیخ اور آواز کا جس نے انہیں ہلاک کر دیا اور قوم لوط کا ذکر کیا اور جو پتھر انہیں آ کر لگے ان کا ذکر کیا اور آل فرعون اور ان کے غرق ہونے کا ذکر کیا۔ پھر فرمایا: اَكُفَّارُكُمْ خَيْرٌ مِّنْ اُولٰٓئِكُمْ اَمْ لَكُمْ بَرَآءَةٌ فِي الزُّبُرِ ﴿۴۳﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ نَحْنُ جَمِيْعٌ مُّنْتَصِرٌ ﴿۴۴﴾ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَ يُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ ﴿۴۵﴾ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَ السَّاعَةُ اَدْهٰى وَ اَمَرُّ ﴿۴۶﴾ یعنی قیامت کا دن اس سے زیادہ خوفناک اور تلخ ہے جو عذاب اور تکلیف انہیں پہنچی۔

امام ابن مبارک نے الزہد میں، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو حسن کہا ہے، حاکم اور آپ نے کہا ہے یہ روایت صحیح ہے اور ابن مردویہ رحہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سات چیزوں سے پہلے اعمال میں جلدی کر لو جن کا تم میں سے ہر کوئی انتظار کر رہا ہے، یعنی سرکش بنا دینے والی دولت یا بھلا دینے والا فقر و افلاس یا فساد برپا کر دینے والی بیماری یا ایسا بڑھاپا جو ضعیف العقل بنا دے یا اچانک آ جانے والی موت یا دجال اور دجال ایک مخفی شر ہے جس کا انتظار کیا جا رہا ہے یا پھر قیامت۔ اور قیامت بڑی خوفناک اور تلخ ہے۔(4)

امام ابن مردویہ نے حضرت معقل رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے اس امت کی سزا تلوار بنائی ہے اور ان کے وعدے کا وقت روز قیامت کو بنایا ہے اور قیامت خوفناک اور تلخ ہے۔

اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ فِيْ ضَلٰلٍ وَّ سُعُرٍ ﴿۴۷﴾ يَوْمَ يُسْحَبُوْنَ فِي النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ ﴿۴۸﴾ اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ ﴿۴۹﴾ وَ مَاۤ اَمْرُنَاۤ اِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍ بِالْبَصَرِ ﴿۵۰﴾ وَ لَقَدْ اَهْلَكْنَاۤ اَشْيَاعَكُمْ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۵۱﴾ وَ كُلُّ شَيْءٍ فَعَلُوْهُ فِي الزُّبُرِ ﴿۵۲﴾ وَ كُلُّ صَغِيْرٍ وَّ كَبِيْرٍ مُّسْتَطَرٌ ﴿۵۳﴾

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 127، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 354 (36665)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 127

4۔ سنن ترمذی، جلد 4، صفحہ 478 (2306)، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com

Marfat.com

''بے شک مجرم گمراہی اور پاگل پن کا شکار ہیں۔ اس روز انہیں گھسیٹا جائے گا آگ میں منہ کے بل (انہیں کہا جائے گا) چکھو اب آگ میں جلنے کا مزہ۔ ہم نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے ایک اندازے سے۔ اور نہیں ہوتا ہمارا حکم مگر ایک بار جو آنکھ جھپکنے میں واقع ہو جاتا ہے۔ اور بے شک ہم نے ہلاک کر دیا جو (کفر میں) تمہارے ہم مشرب تھے پس ہے کوئی نصیحت قبول کرنے والا۔ اور جو کچھ انہوں نے کیا ہے ان کے نامۂ اعمال میں درج ہے۔ اور ہر چھوٹی اور بڑی بات (اس میں) لکھی ہوئی ہے''۔

امام احمد، مسلم، عبد بن حمید، ترمذی، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن مردویہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ مشرکین قریش حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور وہ قدر کے بارے میں آپ سے جھگڑنے لگے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی: یَوْمَ یُسْحَبُوْنَ فِی النَّارِ عَلٰی وُجُوْهِهِمْ ؕ ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ ۞ اِنَّا كُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ ۞۔ (1)

امام بزار اور ابن منذر رحمہما اللہ نے سند جید کے ساتھ حضرت عمرو بن شعیب رحمہ اللہ کے طریق سے ان کے باپ سے اور پھر اپنے دادا سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ آیت فقط اہل قدر کے بارے میں نازل ہوئی: اِنَّ الْمُجْرِمِیْنَ فِیْ ضَلٰلٍ وَّ سُعُرٍ ۞ یَوْمَ یُسْحَبُوْنَ فِی النَّارِ عَلٰی وُجُوْهِهِمْ ؕ ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ ۞ اِنَّا كُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ ۞۔

امام ابن ابی حاتم، طبرانی، ابن مردویہ، ابن شاہین، ابن منذر، الباوردی نے الصحابہ میں، خطیب نے تالی التلخیص میں اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت زرارہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ ۞ اِنَّا كُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ ۞ اور فرمایا: آخری زمانہ میں میری امت میں ایسے لوگ ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کی تقدیر کو جھٹلائیں گے۔ (2)

ابن عدی، ابن مردویہ، دیلمی اور ابن عساکر نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ یہ آیت قدریہ کے بارے میں نازل ہوئی اِنَّ الْمُجْرِمِیْنَ فِیْ ضَلٰلٍ وَّ سُعُرٍ ۞۔ (3)

امام سعید بن منصور، ابن سعد اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابراہیم بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے اور ان کی ماں لبابہ بنت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، انہوں نے کہا: میں اپنے دادا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی بینائی ختم ہونے سے پہلے ہر جمعہ کے دن ان کی ملاقات کرتی تھی۔ پس میں نے انہیں کئی بار مصحف میں پڑھتے ہوئے سنا کہ جب وہ اس آیت پر پہنچتے اِنَّ الْمُجْرِمِیْنَ فِیْ ضَلٰلٍ وَّ سُعُرٍ ۞ یَوْمَ یُسْحَبُوْنَ فِی النَّارِ عَلٰی وُجُوْهِهِمْ تو فرماتے: جن لوگوں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے میں انہیں ابھی تک نہیں پہچانتا اور یہ بعد میں ہوں گے اور بالیقین ہوں گے۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ آپ سے کہا گیا: تقدیر کے بارے گفتگو کی گئی ہے۔ تو آپ نے فرمایا: کیا انہوں نے ایسا

1۔ سنن ترمذی، جلد 5، صفحہ 372 (3290)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ معجم کبیر، جلد 5، صفحہ 319، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
3۔ الفردوس بماثور الخطاب، جلد 4، صفحہ 330، دار الباز

marfat.com

Marfat.com

کہا ہے؟ قسم بخدا! یہ آیت انہیں کے بارے میں نازل ہوئی ہے: ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ ۝ اِنَّا كُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ ۝ وہ اس امت کے شریر اور برے لوگ ہیں۔ تم نہ ان کے مریضوں کی عیادت کرو اور نہ ان کے مردوں پر نماز پڑھو۔ اگر تو مجھے ان میں سے کوئی ایک دکھائے تو میں اپنی ان انگلیوں کے ساتھ اس کی آنکھیں نکال دوں۔

امام طبرانی اور ابن مردویہ نے کئی سندوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا یہ آیت قدریہ کے بارے میں نازل ہوئی: یَوْمَ یُسْحَبُوْنَ فِی النَّارِ عَلٰی وُجُوْهِهِمْ ؕ ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ ۝ اِنَّا كُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ ۝۔(1)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اِنَّا كُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ ۝ کے بارے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق کو ایک اندازے کے ساتھ پیدا فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے خیر اور شر کو بھی ایک اندازے کے مطابق پیدا فرمایا۔(2)

امام مسلم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر شے قضا اور تقدیر کے مطابق ہے حتی کہ عجز اور دانائی بھی۔(3)

امام بخاری رحمہ اللہ نے تاریخ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہر شے قضاء وقدر کے مطابق ہے حتی کہ تیرا اپنے ہاتھ کو اپنے رخسار پر رکھنا بھی۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر امت کے مجوسی ہیں اور اس امت کے مجوسی وہ ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ تقدیر کوئی نہیں۔ اگر وہ بیمار ہوں تو ان کی عیادت نہ کرو۔ اور اگر وہ مر جائیں تو ان کی (نماز جنازہ میں) حاضر نہ ہو۔(4)

امام ابن شاہین رحمہ اللہ نے السنہ میں حضرت محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے اس تقدیر کو قرآن کریم میں تلاش کیا جو اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ پر نازل فرمائیں۔ تو میں نے اسے ان آیات میں پا لیا اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ۔ وَ كُلُّ شَیْءٍ فَعَلُوْهُ فِی الزُّبُرِ ۝ اور وَ كُلُّ صَغِیْرٍ وَّ كَبِیْرٍ مُّسْتَطَرٌ ۝۔

امام سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ نے جامعہ میں حضرت محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ آیت اہل قدر کو عار دلانے کے لیے نازل ہوئی: یَوْمَ یُسْحَبُوْنَ فِی النَّارِ عَلٰی وُجُوْهِهِمْ ؕ ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ ۝ اِنَّا كُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ ۝۔

امام ابن منذر نے ابن جریج سے وَ كُلُّ شَیْءٍ فَعَلُوْهُ فِی الزُّبُرِ ۝ اور جو کچھ انہوں نے کہا ہے وہ کتاب میں درج ہیں۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے وَ كُلُّ صَغِیْرٍ وَّ كَبِیْرٍ مُّسْتَطَرٌ ۝ کے بارے فرمایا: اس کا معنی ہے ہر چھوٹی، بڑی بات کتاب میں لکھی ہوئی ہے۔

1۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 253 (11384)، دار الفکر بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 129، دار احیاء التراث العربی بیروت

3۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، جلد 15، صفحہ 167، دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ مسند امام احمد، جلد 2، صفحہ 86، دار صادر بیروت

marfat.com

Marfat.com

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ معنی بیان کیا ہے کہ ہر چھوٹی بڑی بات محفوظ ہے، لکھی ہوئی ہے۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بھی یہ معنی نقل کیا ہے کہ ہر چھوٹی بڑی بات لکھی ہوئی ہے۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے (ہر شی) سطر میں لکھی ہوئی ہے۔(3)

ابن جریر نے ذکر کیا ہے کہ وَ لَقَدْ اَهْلَكْنَاۤ اَشْیَاعَكُمْ کے بارے ابن زید نے کہا: تحقیق ہم نے ہلاک کیا انہیں جو گزشتہ امتوں کے اہل کفر میں سے ان کے ہم مشرب تھے۔ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ﴿۵۱﴾ فرماتے ہیں: کیا کوئی ہے جو نصیحت کو قبول کرتا ہو؟(4)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ذباب نے تقدیر کا گمان کیا۔ پھر یہ آیت پڑھی: وَمَاۤ اَمْرُنَاۤ اِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍۭ بِالْبَصَرِ﴿۵۰﴾۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ تقدیر کو جھٹلانے والے اس امت کے مجرمین ہیں اور انہیں کے بارے یہ آیات نازل ہوئیں: اِنَّ الْمُجْرِمِیْنَ فِیْ ضَلٰلٍ وَّ سُعُرٍ﴿۴۷﴾ یَوْمَ یُسْحَبُوْنَ فِی النَّارِ عَلٰی وُجُوْهِهِمْ ؕ ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ﴿۴۸﴾ اِنَّا كُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ﴿۴۹﴾۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ اِنَّا كُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ﴿۴۹﴾ کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہر شے کو پیدا فرمایا اور اس کا خاص انداز مقرر کیا۔ پس کرتہ عورت کے لیے، قمیص مرد کے لیے، پالان اونٹ کے لیے اور زین گھوڑے کے لیے اور اسی طرح دیگر چیزیں بھی مقرر فرمائیں۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ عاقب اور سید دونوں آئے۔ یہ دونوں نجران کے عیسائیوں کے سردار تھے۔ دونوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے تقدیر کے بارے میں بہت سخت گفتگو کی۔ لیکن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں کسی بھی شے کا جواب دینے سے خاموش رہے۔ یہاں تک کہ وہ دونوں واپس لوٹ گئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں: اَكُفَّارُكُمْ خَیْرٌ مِّنْ اُولٰٓىِٕكُمْ یعنی جنہوں نے تم سے پہلے کفر کیا اور اللہ تعالیٰ کو جھٹلایا۔ اَمْ لَكُمْ بَرَآءَةٌ فِی الزُّبُرِ﴿۴۳﴾ یا تمہارے لیے پہلی کتاب میں معافی لکھ دی گئی ہے۔ تا قولہ وَ لَقَدْ اَهْلَكْنَاۤ اَشْیَاعَكُمْ اور تحقیق ہم نے ہلاک کیا انہیں جنہوں نے تم سے پہلے تقدیر کا انکار کیا اور اسے جھٹلایا۔ وَ كُلُّ شَیْءٍ فَعَلُوْهُ فِی الزُّبُرِ﴿۵۲﴾ اور جو کچھ انہوں نے کہا وہ ام الکتاب (نامہ اعمال) میں درج ہے۔ وَ كُلُّ صَغِیْرٍ وَّ كَبِیْرٍ مُّسْتَطَرٌ﴿۵۳﴾ یعنی ہر چھوٹی بڑی بات سورت کے آخر تک لکھ دی گئی ہے۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت محمد بن کعب رحمہ اللہ نے فرمایا: میں یہ آیت پڑھتا۔ لیکن یہ نہیں جانتا تھا کہ ان سے کون مراد ہے۔ یہاں تک کہ پھر اس پر یہ آیات نازل ہوئیں: اِنَّ الْمُجْرِمِیْنَ فِیْ ضَلٰلٍ وَّ سُعُرٍ﴿۴۷﴾ یَوْمَ یُسْحَبُوْنَ فِی النَّارِ عَلٰی وُجُوْهِهِمْ ؕ ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ﴿۴۸﴾ اِنَّا كُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ﴿۴۹﴾ وَ مَاۤ اَمْرُنَاۤ اِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 131، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً
3 ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 130

marfat.com
Marfat.com

بِالْبَصَرِ۝ کیونکہ یہی لوگ تقدیر کو جھٹلانے والے ہیں۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے یہ آیت آخری آیت تک جھٹلانے والوں کے بارے میں نازل ہوئی۔

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا: آپ ان کے بارے میں کیا کہتے ہیں جو تقدیر کو جھٹلاتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: میرے پاس انہیں جمع کر دو۔ میں نے کہا: آپ ان کے ساتھ کیا کریں گے؟ آپ نے فرمایا: میں ان کا گلا دباؤں گا یہاں تک کہ میں انہیں قتل کر دوں گا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت سے دو گروہ ہیں جن کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں۔ ایک مرجئہ اور دوسرا قدریہ۔ انہیں کے بارے میں کتاب اللہ کی یہ آیات نازل ہوئیں: اِنَّ الْمُجْرِمِیْنَ فِیْ ضَلٰلٍ وَّ سُعُرٍ۝ الی اخر الآیہ۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ میں کتاب اللہ میں ایک ایسی قوم کا ذکر پاتا ہوں جنہیں آگ میں منہ کے بل گھسیٹا جائے گا۔ انہیں کہا جائے گا: ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ۝ کیونکہ وہ تقدیر کو جھٹلاتے تھے۔ اور بے شک میں ان کے بارے نہیں خیال کرتا اور نہ ہی ان کے بارے یہ جانتا ہوں کیا وہ ہم سے پہلے لوگوں میں تھے یا ان میں سے ہیں جو ابھی باقی ہیں۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے یہ آیت صرف اہل قدر کو عار دلانے کے لیے نازل ہوئی: ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ۝ اِنَّا كُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ۝۔(3)

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک ہر امت کے لیے مجوسی ہیں اور اس امت کے مجوسی وہ لوگ ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ تقدیر کچھ نہیں۔ پس ان میں سے جو بیمار ہو اس کی عیادت نہ کرو۔ اور اگر وہ مر جائے تو تم اس کے جنازہ میں حاضر نہ ہو۔ وہ دجال کے گروہ میں سے ہیں اور اللہ تعالیٰ پر یہ حق ہے کہ وہ انہیں اس کے ساتھ ملا دے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ میں نے اپنے ان کانوں کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے: بے شک سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے قلم کو پیدا فرمایا اور اسے کہا گیا تو لکھ جو ضروری ہے۔ تو اس نے عرض کی: کیا ضروری ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: قدر۔ پھر قلم نے عرض کی: قدر کیا ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تو یہ جان لے (یقین کر لے) کہ جو شے تجھے پہنچی ہے وہ تجھ سے خطا نہیں ہو سکتی اور جو تجھ سے خطا ہونی ہے (یعنی جو شے تجھے نہیں ملنی) وہ قطعاً تجھ تک نہیں پہنچ سکتی۔ اگر تو اس کے سوا پر مر جائے تو تو آتش جہنم میں داخل ہوگا۔

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 263، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 128، دار احیاء التراث العربی بیروت

3۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 129

marfat.com

Marfat.com

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا اللہ تعالیٰ منادی کو حکم دے گا۔ وہ اعلان کرے گا: اللہ تعالیٰ کے مخالفین کہاں ہیں؟ پس وہ کھڑے ہوں گے اس حال میں کہ ان کے چہرے سیاہ ہوں گے، ان کی آنکھیں پھری ہوں گی اور ان کی سفیدی ظاہر ہو گی اور ان کے ہونٹ لٹکے ہوں گے، ان کا لعاب بہہ رہا ہوگا اور جو بھی انہیں دیکھے گا وہ ان سے نفرت کرے گا اور انہیں اپنے سے دور ہٹائے گا۔ وہ کہیں گے: قسم بخدا! اے ہمارے رب! ہم نے تیرے سوا کسی کی عبادت نہیں کی ہے نہ سورج اور چاند کی، اور نہ ہی کسی پتھر اور بت کی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: تحقیق شرک ان میں ایسی جہت سے داخل ہوا ہے جسے وہ نہیں جانتے۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيَحْلِفُوْنَ لَهٗ كَمَا يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ عَلٰى شَيْءٍ ۭ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ﴿۱۸﴾ (المجادلہ) (جس روز اللہ تعالیٰ ان سب کو اٹھائے گا تو وہ قسمیں کھائیں گے اللہ کے سامنے جس طرح تمہارے سامنے قسمیں کھاتے ہیں اور خیال کریں گے کہ وہ کسی مفید چیز پر تکیہ کیے ہیں۔ خبردار! یہی وہ جھوٹے لوگ ہیں) تو آپ نے تین بار فرمایا: قسم بخدا! وہ قدریہ ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سامنے ذکر کیا گیا کہ ایک قوم تقدیر کے بارے میں گفتگو کرتی رہتی ہے۔ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: بلاشبہ وہ کتاب اللہ کو جھٹلاتے ہیں۔ پس میں ان میں سے کسی کے بال پکڑوں گا اور بالیقین اسے پیشانی سے پکڑوں گا۔ بے شک اللہ تعالیٰ کسی بھی شے کو پیدا کرنے سے پہلے اپنی شان قدرت کے مطابق اپنے عرش پر تھا۔ سب سے پہلے اس نے قلم کو پیدا فرمایا اور اسے حکم دیا کہ جو کچھ ہونے والا ہے اسے لکھے۔ بلاشبہ لوگ اسی حکم کے مطابق چل رہے ہیں حالانکہ وہ اس سے فارغ ہو گیا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو یحییٰ الاعرج رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو سنا۔ آپ نے قدریہ کا ذکر کیا اور فرمایا: اگر میں ان میں سے بعض کو پالیتا تو میں اس کے ساتھ اس اس طرح کرتا۔ پھر فرمایا: زنا، چوری اور شراب نوشی سب تقدیر کے سبب ہیں۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابو عبد الرحمٰن سلمی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب یہ آیت نازل ہوئی: اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ ﴿۴۹﴾ (القمر) تو ایک آدمی نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ تو پھر عمل کی کیا ضرورت ہے؟ کیا (عمل) ایسی شے کے بارے میں ہے کہ ہم وہ نئے سرے سے کرتے ہیں یا اسی شے کے مطابق جس کا فیصلہ کیا جا چکا ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم عمل کرو۔ پس ہر کام کو آسان بنا دیا گیا ہے۔ ہم اس کے لیے آسان راہ آسان کر دیں گے اور ہم اس کے لیے مشکل راہ بھی آسان کر دیں گے۔(1)

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّنَهَرٍ ﴿۵۴﴾ فِيْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ ﴿۵۵﴾

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 129، داراحیاء التراث العربی بیروت

marfat.com

Marfat.com

"بے شک پرہیزگار باغوں میں اور نہروں میں ہوں گے۔ بڑی پسندیدہ جگہ میں عظیم قدرت والے بادشاہ کے پاس (بیٹھے) ہوں گے"۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ایک کمزور سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نہر سے مراد فضا اور وسعت ہے۔ اس سے مراد جاری نہر نہیں۔

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ آپ سے حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے کہا کہ مجھے فِيْ جَنّٰتٍ وَّنَهَرٍ کے بارے بتایئے۔ تو آپ نے فرمایا: نہر سے مراد وسیع اور کھلا میدان ہے۔ نافع نے عرض کی کیا اہل عرب اس معنی کو جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے لبید بن ربیعہ کو نہیں سنا؟ وہ کہتا ہے۔

مَلِكْتُ بِهَافَا نَهَرْتُ فَتْقَهَا يُرٰى قَائِمٌ مِنْ دُوْنِهَا مَاوَرَآءَهَا

"مجھے اس کا مالک بنایا گیا۔ تو میں نے اس کے میدان کو خوب وسیع کر دیا۔ اب وہاں کھڑا ہونے والا دور سے دکھائی دیتا ہے"۔

امام عبد بن حمید نے حضرت شریک رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ جَنّٰتٍ وَّنَهَرٍ سے مراد باغات اور چشمے ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابوبکر بن عیاش رحمہ اللہ سے یہ بیان کیا ہے کہ حضرت عاصم رحمۃ اللہ علیہ نے یہ آیت پڑھی: فِيْ جَنّٰتٍ وَّنَهَرٍ اور آپ نے نہر میں نون کو منصوب (زبر کے ساتھ) پڑھا۔ اور ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ زہیر قریشی وَّنَهَرٍ پڑھتے تھے اور مراد نہر کی جمع لیتے تھے۔

حکیم ترمذی نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فِيْ جَنّٰتٍ وَّنَهَرٍ فِيْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ کے ضمن میں فرمایا: بے شک اہل جنت ہر روز جبار پر دو مرتبہ داخل ہوں گے۔ وہ ان پر قرآن پڑھے گا اور ان میں سے ہر آدمی اس جگہ بیٹھے گا جو اس کے بیٹھنے کی جگہ ہے۔ یعنی موتیوں، یاقوت، زبرجد اور سونے چاندی کے منبروں پر اپنے اپنے اعمال کے مطابق بیٹھے ہوں گے۔ ان کی آنکھیں کبھی اس طرح ٹھنڈی نہیں ہوں گی جس طرح اس کے ساتھ ٹھنڈی ہوں گی۔ انہوں نے اس سے عظیم تر اور اس سے حسین تر کوئی شے کبھی نہیں سنی۔ پھر وہ اپنی رہائش گاہوں کی جانب لوٹ جائیں گے درآنحالیکہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی اور تروتازہ ہوں گی اور وہ دوسرے دن تک اسی طرح رہیں گی۔ (1)

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے نوادر الاصول میں حضرت محمد بن کعب رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے: اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّنَهَرٍ کی تفسیر میں فرمایا: بے شک پرہیزگار نور اور روشنی میں ہوں گے۔ (2)

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت ثور بن یزید رحمۃ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہم تک یہ خبر پہنچی ہے کہ ملائکہ قیامت کے دن مومنین کے پاس آئیں گے اور کہیں گے: اے اللہ تعالیٰ کے دوستو! چلو (یا اولیاء اللہ انطلقوا) تو وہ کہیں گے کہاں؟ تو ملائکہ کہیں گے: جنت کی طرف۔ پھر مومنین کہیں گے: بے شک تم تو ہمیں ہماری منزل اور مقصد کے غیر کی طرف لے جا رہے ہو۔ تو ان سے پوچھا جائے گا: تمہارا مقصد اور مدعیٰ کیا ہے؟ تو وہ جواب دیں گے: حبیب کے ساتھ بیٹھنے کی جگہ۔

1۔ نوادر الاصول، صفحہ 156، دار صادر بیروت 2۔ ایضاً، صفحہ 206

marfat.com

Marfat.com

ہی کے متعلق یہ ارشاد ہے: اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّ نَهَرٍ ﴿۵۴﴾ فِيْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ ﴿۵۵﴾۔(1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں مسجد میں داخل ہوا اور یہ دیکھنے لگا کہ میں نے صبح کر لی ہے۔ جب کہ مجھ پر ایک طویل رات تھی اور مسجد میں میرے سوا اور کوئی نہ تھا۔ سو میں اٹھا اور میں نے اپنے پیچھے ایک حرکت سنی۔ تو میں گھبرا گیا، خوفزدہ ہو گیا۔ تو اس نے کہا: اے اپنے دل کو خوف سے بھرنے والے! تو نہ ڈر یا تو نہ گھبرا اور یہ کہہ: "اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ مَلِيْكٌ مُّقْتَدِرٌ مَاتَشَاءُ مِنْ اَمْرٍ يَّكُوْنُ، ثُمَّ سَلْ مَابَدَالَكَ" اے اللہ! بے شک تو قدرت والا بادشاہ ہے جو امر بھی تو چاہتا ہے وہ ہو جاتا ہے۔ پھر جو تو چاہے التجا کر۔ تو حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پھر جو شے بھی میں نے اللہ تعالیٰ سے مانگی اس نے مجھے وہ عطا فرما دی (یعنی میری ہر دعا کو قبول فرمایا)(2)

امام ابو نعیم رحمہ اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ طیبہ کی مسجد میں تشریف فرما تھے اور آپ کے اصحاب میں سے کسی نے جنت کا ذکر کیا۔ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے ابو دجانہ! کیا تو جانتا نہیں کہ جس نے ہمارے ساتھ محبت کی اور ہماری محبت کے سبب اسے آزمائش میں مبتلا کیا گیا۔ تو اللہ تعالیٰ اسے ہمارے ساتھ سکونت عطا فرمائے گا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی: فِيْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ ﴿۵۵﴾۔(3)

1۔ نوادر الاصول، صفحہ 156، دار صادر بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 41-40، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔ دلائل النبوۃ از ابو نعیم، صفحہ 71، عالم الکتب

marfat.com

Marfat.com